محمد طاہر رزاقی

لاہور

اگر مرزا غلام قادیانی اس دور میں ہوتا.....!

خدا کی زمین پر لاتعداد عجائبات بکھرے پڑے ہیں۔ لیکن ان میں سے سات عجائبات آفاقی شہرت کے حامل ہیں۔ اور انہیں خدا کی دھرتی پر سب سے بڑے عجوبے تسلیم کیا گیا ہے۔ ان عجائبات عالم میں اہرام مصر، جوپیٹر کا مجسمہ، رہوڈس کا مجسمہ، مقبرہ ہیسپیرہ ناسو، بابل کے معلق باغات، روشنی کا مینار سکندری، آرٹیمس کا معبد (ویانا) شامل ہیں۔ یہ شہکار عجوبے کرہ ارض پر بسنے والے تمام انسانوں کو دعوت نظارہ دے رہے ہیں۔ اور دنیا بھر سے لاکھوں سیاح ہزاروں میل کی مسافتیں طے کر کے اور ہزاروں روپیہ خرچ کر کے انہیں دیکھنے جاتے ہیں۔

منعم حقیقی نے انسان کے ذہن کو غور، فکر، تحقیق، اور جستجو کی عظیم نعمتوں سے نوازا ہے۔ اسلئے انسان ان عجائبات میں بڑی دلچسپی رکھتا ہے اگر کسی گاؤں میں کوئی بھینس چھ ٹانگوں والے بچھڑے کو جنم دے تو ہزاروں لوگ اسے دیکھنے کے لئے دوڑے چلے جاتے ہیں۔ اگر کہیں سے یہ خبر آئے کہ فلاں مقام پر ایک ایسی گائے ہے جس پر اونٹ کی طرح کوہان ہے تو انسانوں کا ایک انبوہ وہاں اکٹھا ہو جاتا ہے۔ انسانوں کے اسی ذوق و شوق کو دیکھتے ہوئے مختلف کمپنیوں نے مختلف عجائبات اکٹھے کر رکھے ہیں اور گلی گلی گاؤں گاؤں، شہر شہر گھوم کر یہ عجائبات دکھاتے ہیں اور لاکھوں روپیہ کماتے ہیں۔ کمپنی کے گیٹ کے باہر لاؤڈ سپیکر پر اعلان ہو رہا ہوتا ہے کہ بھائی جان! ایک گدھا دیکھئے جو گدھی بھی ہے۔ ایک انسانی بچہ دیکھئے جس کی تین ٹانگیں ہیں۔ ایک مرد دیکھئے جس کا منہ انسان کا اور دھڑ شیر کا ہے۔ ایک بکرا دیکھئے جو شیر کی آواز نکالتا ہے۔ ایک بھینس دیکھئے جس کے آٹھ تھن ہیں۔ ایک بلی جس کی تین آنکھیں ہیں۔ ایک انسانی بچہ دیکھئے جس کے دو دھڑ ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لیکن آج ہم آپ کا تعارف ایک ایسے شخص سے کراتے ہیں جو کائنات کا سب سے بڑا عجوبہ ہے۔ اس کی شخصیت ایک الجھی پہیلی ہے، اس کا وجود ایک بجھارت ہے، اس کا انگ انگ حیرت ہے۔ اس کا پہلو پہلو سوالیہ نشان ہے اور اسکی ساری زندگی پر اسرار ہے۔ نہ ماضی اس کا ثانی پیش کر سکتا ہے اور نہ حال اس کا ہمسر۔ اور نہ ہی مستقبل اسکا ہم پایہ پیش کرنے کا حوصلہ رکھتا ہے وہ تاریخ عالم میں واحد اور یکتا ہے اور اس کے سامنے سارے عجوبوں پر طاری سکتہ ہے۔ اس کی سوانح حیات لکھنے والوں کے مطابق یہ شخص نو دفعہ پیدا ہوا۔ پہلی مرتبہ 1839ء، دوسری مرتبہ 1834ء، تیسری مرتبہ 1840ء، چوتھی مرتبہ 1833ء، پانچویں مرتبہ 1836ء، چھٹی مرتبہ 1832ء، ساتویں مرتبہ 1837ء، آٹھویں مرتبہ 1831ء اور نویں مرتبہ 1835ء میں اس شخص نے خود کو خود ہی جنم دیا۔ یہ بیک وقت ماں بھی تھا اور بیٹا بھی، یہ خالق بھی تھا اور مخلوق بھی، نبی بھی تھا اور کرم خاکی بھی، مرد بھی تھا اور عورت بھی، ہندو بھی تھا اور سکھ بھی، عیسائی بھی تھا اور یہودی بھی، بشر بھی تھا اور فرشتہ بھی، چینی بھی تھا اور فارسی بھی! نکات کو ملاتے ملاتے اور اشارات کو پاتے پاتے آپ کے

ذہن میں اس "مجوبے" کی تصویر تو آہی گئی ہوگی۔ جی ہاں! یہ شخص مرزا قادیانی ہے۔ جس نے ہندوستان میں جھوٹی نبوت کا ڈرامہ رچایا اور آج بھی اس کا برپا کردہ فتنہ اپنی تمام تر زہرناکیوں سمیت زندہ ہے۔ لوحالن میں یہ سوالات اٹھتے ہیں کہ اس شخص نے اتنے بہروپ کیوں اختیار کیے؟ وہ کیوں نت نئے چہرے سجاتا تھا؟ وہ کون سے مقاصد تھے جن کے حصول کے لئے وہ اتنے پینترے بدلتا اور اتنی قلابازیاں کھاتا تھا؟ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ تھی کہ یہ شخص اقوام عالم کو اپنے گرد اکٹھا کرنا چاہتا تھا اور یہ پوری کائنات کا امام اور قائد بننا چاہتا تھا اور اس کا اعلان تھا کہ خدا نے مجھے تمام انسانوں کے لئے رسُول بنا کر بھیجا ہے۔ (نعوذ باللہ)۔ اب ذرا ذہن پر زور دے کر اس کے دعووں اور ان کے پیچھے کار فرما مذموم مقاصد کو سمجھئے۔ عیسائیوں کو اپنی جانب کھینچنے کے لئے اس کذاب نے دعویٰ کیا کہ "میں مریم اور عیسیٰ ہوں"۔ یہودیوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے اس بہروپیے نے دعویٰ کیا کہ "میں موسیٰ ہوں" مسلمانوں کو گھیرنے کے لئے اس دجال نے دعویٰ کیا کہ "میں محمد رسول اللہ ہوں" (نعوذ باللہ) ہندوؤں کو اپنا ہم نوا بنانے کے لئے اس مفتری نے دعویٰ کیا کہ "میں کرشن ہوں" سکھوں کو اپنا اسیر کرنے کے لئے اس رذیل نے دعویٰ کیا کہ "میں جے سنگھ بہادر ہوں"۔ امراء جو دولت و اقتدار سے مرعوب ہوتے ہیں انہیں ورغلانے کے لئے اس نو سرباز نے دعویٰ کیا کہ "میں گورنر جنرل ہوں" ڈرائیوروں پر اپنی دھاک بٹھانے کے لئے اس جعل ساز نے دعویٰ کیا کہ "میں مجسٹریٹ ہوں" دلیر اور بہادروں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرانے کے اس چڑی دل نے دعویٰ کیا کہ "میں شیر خدا ہوں" ادیبوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کے لئے کوچہ جہالت کے اس گداگر نے دعویٰ کیا کہ "میں سلطان القلم ہوں"۔ مختلف قوموں اور برادریوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے اس انگریزی گرگٹ نے مختلف ذاتیں اور قومیں اپنائیں۔ کبھی سید بنا، کبھی چینی بنا، کبھی ایرانی بنا اور کبھی مغل بنا۔ تاکہ ہر قوم یہ سمجھے کہ یہ ہمارا فرد ہے اور لوگ جذبہ قومیت کی وجہ سے اس کی جانب کھینچے چلے آئیں گے اور لاکھوں لوگ اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے اور ان کی طاقت و قوت سے وہ معاشرے میں ایک طاقتور مقام حاصل کر لے گا۔ اس دجال اعظم کی سرتوڑ کوشش تھی کہ اس کے دعووں کی کمند سے کسی کی بھی گردن محفوظ نہ رہے۔ اور ہر شخص اس کے کسی نہ کسی دعوے کے ناطے اس سے منسلک ہو جائے۔ دعووں کے ڈھیر میں سے چند دعوے پیش خدمت ہیں "ذرا بغور" مطالعہ کیجئے!

"میں پہرہ دار ہوں۔"
"میں سؤر مار ہوں۔"
"میں سپہ سالار ہوں۔"
"میں آریوں کا بادشاہ ہوں۔"
"میں سراجاً منیرا ہوں۔"
"میں غازی ہوں۔"

"میں زمیندار ہوں۔"
"میں چابک ہوں۔"
"میں موتی ہوں۔"
"میں برطانوی مورچہ ہوں۔"
"میں چاند ہوں۔"

"میں سورج ہوں۔"
"میں بیت اللہ ہوں۔"
"میں مدینۃ العلم ہوں۔"
"میں میکائیل ہوں۔"
"میں معجون مرکب ہوں۔"

اب ذرا آپ غور کریں کہ زندگی کے اتنے گوشوں میں پھیلے اور بکھرے ہوئے مرزا قادیانی سے کتنے لوگ وابستہ ہوئے ہیں مثلاً سور مار سے کسان، سپہ سالار سے فوجی، چابک سے کوچوان، موتی سے جوہری، برطانوی مورچہ سے انگریز، مدینۃ العلم سے طلباء وغیرہ وغیرہ۔ اور شاید مرزا قادیانی نے "معجون مرکب" ہونے کا دعویٰ اس لئے داغا کہ اگر کسی سے باقی تمام دعووں سے کوئی رابطہ یا تعلق نہ بنے تو ماسٹر دعویٰ "معجون مرکب" تو سب سے زبردستی تعلق پیدا کر لیتا ہے۔ مرزا قادیانی کی مثال اس شکاری کی سی ہے جو کسی خوبصورت مرغابی کو نیلگوں فضاؤں میں اڑتے دیکھتا ہے تو اسے شکار کرنے کے لئے صرف ایک چھرا نہیں مارتا۔ بلکہ اپنے شکار کو یقینی بنانے کے لئے پورا کارتوس اس پر فائر کرتا ہے کارتوس پھٹتا ہے اور چھرے فضا میں بکھر جاتے ہیں باقی چھرے تو ضائع ہو جاتے ہیں لیکن ایک یا دو چھرے مرغابی کو لگتے ہیں۔ مرغابی پھڑپھڑاتی ہوئی زمین پر آ جاتی ہے اور اگلے ہی لمحے شکاری کا خنجر اس کی گردن پر چل رہا ہوتا ہے۔ اس طرح مرزا قادیانی بھی لوگوں کے ایمانوں کا شکار کرنے کے لئے اپنی ارتدادی بندوق میں ایک دعویٰ رکھ کر فائر نہیں کرتا تھا۔ بلکہ سینکڑوں دعووں کا کارتوس چلاتا تھا۔ مرزا قادیانی کی ابلیسی انگلی ہلتی اور ارتدادی کارتوس ایک شیطانی قہقے کی طرح پھٹتا اور اس کے ایمان شکن چھرے اپنے ہدف کی طرف لپک رہے ہوتے اور پھر کسی نہ کسی زہریلے دعوے کے چھرے سے کسی کا ایمان دم توڑ رہا ہوتا۔ مرزا قادیانی کے ان شیطانی دعووں کی کہانی 1908ء سے پہلے کی ہے۔ کیونکہ جعلسازوں کا یہ سربراہ اور نوسربازوں کا یہ امام 26 مئی 1908ء کو اپنے جھوٹے دعووں کی گٹھڑی سر پر اٹھا کر جہنم پہنچ گیا۔ اب ذہن میں سوال اٹھتا ہے کہ اگر مرزا قادیانی آج کے دور میں ہوتا! تو اس کے دعووں کی نوعیت کیا ہوتی؟ اپنے دعووں کی دکان کس طرح سجاتا؟ اپنی ارتدادی تبلیغ پر کس طرح روانہ ہوتا؟ لوگوں سے کس طرح ملتا اور ان کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کے لئے کون کون سے حربے استعمال کرتا؟ 1908ء سے آج تک زمانے نے سینکڑوں مسافتیں طے کی ہیں۔ سائنس نے انسانی دنیا اور انسانی زندگی میں ایک حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیا ہے۔ جہاں کل مٹی کے دیئے ٹمٹماتے تھے۔ آج وہاں مرکری بلب ماحول کو بقعہ نور بنا رہے ہیں۔ دریاؤں کو ناقابل تسخیر سمجھنے والا انسان آج تحقیق کے نشتر سے سمندروں کے دل چیر رہا ہے۔ پرندوں کو ہوا میں اڑتا دیکھ کر حیران ہونے والا آج خود ہواؤں میں محو پرواز ہے۔ تلواروں اور لاٹھیوں سے لڑنے والا انسان آج ایٹم بم سے مسلح ہے۔ چھکڑوں میں سفر کرنے والا آج چاند پر قدم رکھ چکا ہے اور مریخ پر کمند ڈالنے کا عزم اپنے سینے میں لئے بیٹھا ہے۔ آج تہذیب و تمدن نے ایک نئی کروٹ لے لی ہے۔ رسم رواج نے ایک نئی دنیا بسائی ہے۔ رہن سہن کے ماڈرن انداز ہیں۔ نت نئے ڈیزائنوں کے لباس ہیں۔ جدید طرز تعمیر کے مکانات اور بنگلے ہیں۔ جدید مواصلاتی نظام ہے۔ سکولوں، کالجوں۔ یونیورسٹیوں اور دفاتر کی ایک بہار ہے غرض یہ کہ انسانی زندگی میں ایک تغیر اور انقلاب آ چکا ہے۔ لہٰذا اگر مرزا قادیانی آج کے دور میں وارد ہوتا تو وہ نئے زمانے کے سانچوں میں ڈھل کے آتا۔ دجل و فریب کے جدید ہتھیاروں سے لیس ہوتا جین کی پینٹ پہنتا۔ پینٹ پر بیلٹ سجاتا۔ رم جھم کی قمیص پہنتا، آکسفورڈ کی ٹائی لگاتا۔ امریکن سٹائل کا کوٹ پہنتا، کوٹ کی جیب میں لال رومال لگاتا، رے بین کی عینک آنکھوں پہ بہار دکھاتی اور راڈو کی گھڑی کلائی پر چمکتی نظر آتی۔ پاؤں میں "انگلش شوز" کا جوتا ہوتا۔ لباس سے چارلی پرفیوم خوشبوئیں

بکھیر رہا ہوتا۔ منہ سے گولڈ لیف کا سگریٹ دھواں چھوڑ رہا ہوتا۔ ہاتھ کی انگلی میں ڈائمنڈ کی انگوٹھی چمک رہی ہوتی۔ گلے میں سونے کا لاکٹ لٹک رہا ہوتا۔ اور ہاتھ میں دعووں سے بھرا ہوا بریف کیس پکڑا ہوتا اور یوں "گوجیک" اور "سکس ملین ڈالر مین" اسے دیکھ دیکھ شرماتے! لیکن یہ ساری تیاری تو صرف جدید تہذیب کے دلدادہ لوگوں کے لئے ہوتی۔ مرزا قادیانی کو تو پرانی وضع اور پرانی بو دوباش رکھنے والے لوگوں کے پاس بھی جانا ہے اس لئے وہ نئی اور پرانی تہذیب کے اشتراک سے اپنا لباس سیٹ کرتا اور اپنے دعوے کے عین مطابق "معجون مرکب" بن جاتا اور وہ "معجون مرکب" کچھ یوں ہوتی۔ اگر ایک ٹانگ میں جین کی چینٹ پہنتا تو دوسری میں گھیرے دار شلوار، اگر ایک پاؤں میں "انگلش شوز" کا جوتا تو دوسری میں چوہدری شوز کا کھسہ۔ اگر ٹیڑھی آنکھوں پر رے بین کی عینک لگاتا تو سر پر پگڑی باندھتا۔ اگر گلے میں ٹائی لگاتا تو کانوں میں "مندراں" بھی ڈالتا اور بریف کیس میں دھوتی بھی رکھتا۔ پھر گلی گلی، کوچہ کوچہ، قریہ قریہ، گاؤں گاؤں پیدل اور جوگنگ کرتے ہوئے اپنی شیطانی تبلیغ میں جت جاتا۔ موجودہ دور میں دجال قادیان کی باتیں، گھاتیں، وارداتیں اور ملاقاتیں کچھ یوں ہوتیں۔ اگر بچوں کے پاس جاتا تو کہتا میں "کھٹی میٹھی" گولی ہوں، اگر زمیندار کے ہاں پہنچتا تو کہتا۔ میں "زرعی ترقیاتی بینک" ہوں۔ اگر طلباء کے پاس پہنچتا تو کہتا، میں "گیس پیپر" ہوں۔ اگر ڈاکوؤں کے گروہ سے ملاقات ہوتی تو کہتا میں "کلاشن کوف" ہوں۔ اگر آوارہ نوجوانوں میں جا بیٹھتا تو کہتا، میں "وی۔ سی۔ آر" ہوں۔ اگر فوجیوں میں جا گھستا تو کہتا میں "F -16" ہوں۔ اگر ہیجڑوں سے ملاقات کرتا تو کہتا، میں "گھنگرو" ہوں۔ اگر حکمرانوں کے ہاں جا ٹپکتا تو کہتا، میں "امریکی امداد" ہوں۔ اگر پہلوانوں کے اکھاڑے میں پہنچ جاتا تو کہتا میں "انوکی" ہوں۔ اگر سرکاری ملازمین سے ملتا تو کہتا میں "مہنگائی الاؤنس" ہوں۔ سائنس دانوں کی محفل میں داخل ہوتا تو کہتا، میں "ایٹم بم" ہوں۔ اگر کرکٹ کے شائقین کے حلقہ میں بیٹھ جاتا تو کہتا میں "تھامسن" ہوں۔ اگر کسی کو ننگے پاؤں دیکھتا تو جھک کے کہتا میں "باٹا کا جوتا" ہوں۔ اگر کسی سائیکل سوار سے ملتا تو لپک کے کہتا میں "ہیرو" ہوں۔ اگر کسی کو حقہ پیتے دیکھتا تو مسکرا کے کہتا میں "گولڈ لیف" ہوں۔ اگر کسی نشہ باز سے ملتا تو گردن گھما کے کہتا۔ میں "ہیروئین" ہوں اگر کٹیا میں بیٹھے کسی غریب کو چولہے میں گھاس پھونس ڈال کر روٹی پکاتے دیکھتا تو سر جھکا کے کہتا۔ میں "سوئی گیس" ہوں۔ اگر کسی تھانہ میں جانے کا اتفاق ہوتا تو کہتا میں "ایم۔ پی۔ اے" ہوں۔ اگر فیشن کی دلدادہ خواتین کے جھرمٹ میں جا گھستا تو کہتا "میں بیوٹی پارلر ہوں"۔ اگر موٹاپے سے تنگ آئے فربہ جسموں کی محفل میں بیٹھتا تو کہتا "میں سلمنگ سنٹر ہوں" اگر کسی انتہائی کمزور لور لاغر شخص سے ملتا تو کہتا "میں خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر دار ہوں" اگر موسیقی کے پرستاروں کے حلقہ میں وارد ہوتا تو کہتا "میں میڈونا ہوں" ــــــــ لیکن موجودہ دور میں مرزا قادیانی کا دعووں کا کاروبار ٹھپ ہو جاتا۔ ہر دعویٰ تھپڑ کا روپ دھار کے تڑاخ سے اس کے منہ پر واپس آتا۔ لوگ مرزا قادیانی کو بری طرح گھیر لیتے۔ ہر دعوے کا ثبوت مانگتے۔ ہر دعوے کی عملی صورت کی تصدیق چاہتے۔ لوگوں کا مطالبہ ہوتا کہ اگر تو کھٹی میٹھی گولی ہے تو ذرا داڑھ کے نیچے تو آ۔ اگر ایٹم بم ہے تو چل کے دکھا۔ اگر زرعی ترقیاتی بینک ہے تو پانچ

لاکھ روپے قرض تو دے۔ اگر F-16 ہے تو فضا میں دو چار قلابازیاں تو لگا! اگر تھامسن ہے تو ہاؤلنگ کا مظاہرہ تو کر، اگر پاؤں کا جوتا ہے تو پاؤں کی زینت تو بن، اگر پجیرو ہے تو چار پانچ سواریوں کو اپنے کندھے پر تو اٹھا۔ اگر کلاشن کوف ہے تو اپنے منہ سے دو چار برسٹ تو نکال۔ لوگوں کے ٹھاہ ٹھاہ جواب سن کر مرزا قادیانی بڑبڑا اٹھتا۔ سٹپٹا اٹھتا اور چکرا اٹھتا اور اپنے چکرائے ہوئے سر کو پکڑ کے اپنے آپ سے کہتا کہ کیسا ہوشیار زمانہ آگیا ہے! لوگ کس قدر ہوشیار ہو گئے ہیں۔ پہلے زمانے کے لوگ کس قدر سادہ لوح تھے۔ کس قدر مت ماری ہوتی تھی مجھ پر ایمان لانے والوں کی کہ میری چند شعبدہ بازیاں دیکھ کر متاعِ ایمان میرے ہاتھ پر رکھ دیتے تھے اور ان عقل کے اندھوں کو جہاں بٹھا دیتا، بیٹھے رہتے۔ لیکن ان لوگوں پر میری کوئی مکاری۔ عیاری، شعبدہ کاری اور دعویٰ باری اثر نہیں کر رہی۔ لوگوں کے تیور بدل جاتے اور مرزا قادیانی کی گھبراہٹ میں اضافہ ہوتا۔ مرزا قادیانی چکمہ دے کر بھاگنے کی کوشش کرتا لیکن لوگ فوراً اسے دبوچ لیتے اور گھسیٹتے پیٹتے تھانے لے جاتے۔ جہاں اس کے خلاف دعویٰ نبوت کرنے کے جرم میں توہین رسالت ؐ کا مقدمہ درج ہوتا۔ پورے ملک میں احتجاجی تحریک شروع ہو جاتی۔ بپھرے ہوئے عوام سڑکوں پر نکل آتے۔ لوگ حکومت سے مطالبہ کرتے کہ اب تو انگریزی کی حکومت نہیں۔ اب تو ہم غلام نہیں۔ اب تو پاکستان بن چکا ہے۔ جس کی بنیادیں اسلام سے اٹھائی گئی ہیں۔ اب تو پاکستان میں توہین رسالت ؐ کی سزا قتل نافذ ہو چکی ہے اب انگریزی نبی کا لحاظ کیسا؟۔ اس گستاخ رسول ؐ کو کیفر کردار تک پہنچاؤ۔ اس دشمن اسلام کو تختہ دار پر لٹکاؤ۔ عوام کے پرزور مطالبہ پر خصوصی عدالت میں مرزا قادیانی پر مقدمہ چلتا اور اسے توہین رسالت ؐ اور دعویٰ نبوت کے جرم میں سزائے موت دی جاتی۔ مینار پاکستان کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں پھانسی چڑھانے کا اعلان اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر کیا جاتا۔ اندرون اور بیرون ملک سے لاکھوں لوگ جوق در جوق اسے پھانسی چڑھتے ہوئے دیکھنے کے لئے آتے۔ لاکھوں کے مجمع میں اسے پھانسی چڑھایا جاتا۔ پھانسی کے بعد اس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر لپک پڑتا اور جب لوگ اس قائد المنافقین اور پیشوائے مرتدین کو اس کی اصل صورت میں دیکھتے تو بار بار دیکھتے، بغور دیکھتے، سرتاپا دیکھتے اور پھر سبھی کی زبان پر جاری ہوتا۔

خرس کا سر، شکل بندر کی ہے، منہ خنزیر کا
ایک پہلو یہ بھی ہے انسان کی تصویر کا

(مجید لاہوریؒ)

آپ کے عطیّات : محاسبۂ مرزائیت ورافضیت کی جدوجہد کو تیز تر کرنے کے لئے اپنی زکوٰۃ، صدقات اور عطیات اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کو دیجئے

بذریعہ منی آرڈر :- سید عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان

بذریعہ بنک ڈرافٹ یا چیک :- اکاؤنٹ نمبر ۲۹۴۳۲ حبیب بنک حسین آگاہی۔ ملتان